ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.5 No.3 2021

نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا نبوی اسلوب

PROPHETIC STYLE OF EDUCATION AND TRAINING FOR YOUTH

Muhammad Zubair, Ph.D Scholar, University of Engineering and Technology, Lahore
Dr. Attiq Ur Rehman, Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore
Usman Abbas, Ph.D Scholar, University of Engineering and Technology, Lahore

Abstract

This study aims to analyze the prophetic discourse, which begins with his saying: (You youth) in an attempt to identify the features of the prophetic method in addressing young people, as well as the status of youth in the Prophet's biography and their presence in the most important aspects of his life, and his approach to dealing with them, and his most important advice and visions that he gave to them. Then we discussed the characteristics that were nurtured in the Prophet's discourse with young people, among these characteristics is the spirit and youthful energy that were present in all the texts and prophetic attitudes, and it combined the wisdom of men and the energy of youth, so it was a young discourse, stemming from a young spirit, a pure mind, and wisdom, to reach the most important advice for the preachers in their discourse to the youth of today.

Keywords: Youth, Education, Prophet, Generation, Teenagers, Adults

تمہید

نوجوان کسی بھی قوم کی مرکزی قوت وطاقت ہوتے ہیں۔ ان سے قوموں کے عروج وزوال کی داستانیں مرتب ہوتی ہیں۔ ان کے دم سے ہمت کو مہمیز ملتی ہے اور کوئی بھی قوم اپنی آزادی وترقی کا سفر انہی کے زورِ طاقت سے طے کرتی ہے۔ جہاں اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے نوجوانانِ اسلام کا کردار ابھر کر سامنے آتا ہے وہاں پیغمبر اسلام کے نوجوانوں سے مخاطبت کے اصول اور خصائص کا بھی علم ہوتا ہے کہ جن کی وجہ سے قرن اول کے نوجوان اسلام کے ہراول دستہ بن کر تاریخِ اسلام کا سنہری ترین باب رقم کرتے ہیں اور جن کو اپنا کر آج بھی نوجوانوں کو علم وعمل اور فتح وکامرانی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ یا معشر الشباب ، یا فتیان قریش،یا غلام جیسے اسلوب سے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کی جسمانی، نفسیاتی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ آپ کے اس اندازِ تربیت کو جاننا ایک مربی کے لئے بے حد ضروری اور اہم ہے۔ اس مقصد کے لئے مقالہ ہذا میں نوجوانوں سے مخاطبت کے نبوی اسلوب کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

اہمیتِ موضوع

خطاب کی قدر وقیمت متکلم اور سامع دونوں سے جڑی ہوتی ہے اور اسلوبِ خطاب میں جہاں متکلم کا مقام اہم گردانا جاتا ہے وہاں سامع کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نوجوانوں سے خطاب میں نوجوانی کے تقاضوں کو مد نظر رکھنا اور ان کے متعلق ایک خاص زاویہ نظر طے کرنا آپ کے نوجوانوں سے طرزِ تخاطب کے اسلوب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ امت کے نوجوانوں کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہ کہ نسلِ نو کی تعمیر میں ایک بڑے کا کیا کردار ہو سکتا ہے خاص طور پر جب وہ ایک مربی، استاد یا لیڈر ہو۔ وہ ان کی مشکلات کو کیسے سمجھ سکتا ہے گویا موجودہ دور میں جو ایک جنریشن گیپ (Generarion gap) پیدا ہوتا نظر آرہا ہے اس کو ختم کرنے کا نبوی طریقہ کار سامنے آتا ہے اس موضوع کا ایک اہم مقصد یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اس نسلِ نو کی رائے کو اہم فیصلوں کی تشکیل میں کس قدر اہمیت حاصل ہے۔

شباب کا معنی ومفہوم

عربی زبان میں نوجوان کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین لفظ شباب ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی جان کر اس کے اطلاق (Apply) کو جاننا آسان ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد کس عمر کے لوگ ہیں اور اہلِ علم کی اس بارے کیا رائے ہو سکتی ہے۔

لغوی تعریف

شباب دراصل شاب کی جمع ہے اس کا مصدر شباب کے وزن پر آتا ہے۔ شَبَّ کے معنی ہیں بڑھوتری کرنا، بھڑکنا۔ کہا جاتا ہے شَبَبَتُ النَّار: میں نے آگ بھڑکائی، اور شَبَبَتُ الحَرْب: میں نے جنگ کی آگ بھڑکائی۔ شبَّ کی ضد شَیَبَ آتی ہے جس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔ [1]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

اصطلاحی تعریف

بلوغت کی عمر سے لے کر بڑھاپے کے آغاز تک کی عمر کو شباب کہتے ہیں۔اس کی عمر کے تعین میں اختلاف ہے کہ یہ کتنے سالوں پر محیط دور ہے۔ چنانچہ بعض کے مطابق بلوغت کی عمر پندرہ سال سے شروع ہوتی ہے اور نوجوانی کی عمر کا اختتام ۳۰ سال اور بعض کے مطابق ۳۰ سال ہے۔[2] ابن جوزی کے نزدیک نوجوانی کی عمر کا اختتام غالب احوال میں ۳۵ سے ۴۰ تک ہو جاتا ہے۔[3]

حقیقت میں اس اصطلاح کی تعریف کا ایک حد تک انحصار کسی بھی معاشرے کے مختلف سماجی، ادارہ جاتی، معاشی اور سیاسی عوامل پر بھی ہے۔ جیسا کہ سلف کے دور کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد وہ آخرت کی فکر پر زیادہ متوجہ وہ جاتے اور دنیاوی مشاغل سے اپنی توجہ کو قدرے کم کر لیتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرحلہ ان کے سماج میں جوانی سے بڑھاپے کی طرف قدم بڑھنے کا مرحلہ ہوتا تھا۔

فتی، غلام اور شباب میں فرق

شباب کے علاوہ فتی، غلام کے الفاظ بھی احادیث میں آئے ہیں۔ ظاہر میں یہ تین الفاظ ایک معنی دے رہے ہیں لیکن ان میں کچھ فرق ہے۔ مثلاً غلام کا لفظ نوبالغ (Teenager) کے لئے بولا جاتا ہے اس کی عمر تقریباً ۱۲ سال سے ۱۹ سال تک ہوتی ہے کیونکہ غلام اغتلام سے ہے جس کا معنی ہے نکاح کی شدید خواہش رکھنا اور اس عمر میں یہ خواہش عروج پر ہوتی ہے۔ جب کہ فتی کا لفظ بلوغت کے کمال سے پختگی کی عمر کے لئے بولا جاتا ہے اس کے لئے عموماً نوجوان اور مضبوط جوان (young & mid adults) کا لفظ بولا جاتا ہے اور یہ عمر تقریباً ۱۹ سال سے لے کر ۴۰ سال بنتی ہے جب کہ شباب کا لفظ ان سب ادوار پر بولا جاتا ہے جو بلوغت سے بڑھاپے کی دہلیز تک کے مراحل بن سکتے ہیں۔[4]

نوجوانی کے مرحلے کی اہمیت

نوجوانی کا مرحلہ زندگی کا اہم ترین مرحلہ ہے قرآن کریم میں اصحاب کہف کے واقعے کے آغاز میں ہی ان افراد کو نوجوانوں کے خطاب سے ذکر کیا گیا۔

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا

”جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے پروردگار، ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے۔“[5]

یہ مرحلہ ایک عظیم نعمت ہے اسی لئے اس پر محاسبہ کی اہمیت بھی واضح کی۔ ارشادِ نبوی ہے

”روز قیامت ابن آدم کے پاؤں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے پاس سے نہیں کھسک سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی، اس نے اپنی عمر کہاں فنا کی۔ اپنی نوجوانی کہاں کھپائی۔ مال کہاں سے اور کیسے کمایا۔ اور کہاں خرچ کیا اور اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔“[6]

معاشرے کے لئے نوجوان کی ضرورت

معاشرے کا اہم رکن ہونے کی حیثیت سے نوجوان کا اثر ہمیشہ معاشرے کا بڑا مظہر بن کر سامنے آتا ہے یہ لوگ ایجابی و سلبی دونوں طرح کی تبدیلی کا سبب ہوتے ہیں۔ معاشرے کے لئے ان کی اس اہمیت کے پیش نظر امام ابن کثیر سورہ کہف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نوجوان ہمیشہ حق کو قبول کرنے میں زیادہ میلان رکھتے ہیں۔ سیرت کی روشنی میں دیکھیں تو عہد نبوی کے بے مثال معاشرے کی اساس انہی نوجوانوں کے کندھوں پر کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فقہاء و محدثین ہوں یا قاضی و داعی، رواۃ حدیث ہوں یا کاتبِ وحی اور لشکروں کے کمانڈر ہوں یا ملت کے قائد ان سب کا دور زندگی نوجوانی سے بھرپور تھا۔

نبوی دور میں نوجوان صحابہ کا مختصر جائزہ

نبوی دور میں نوجوانوں کے کردار کی تفصیل سے پہلے مناسب ہو گا کہ چند مشہور صحابہ کی عمروں کا اندازہ ہو جائے تاکہ ہمارے سامنے نوجوان صحابہ کی ایک تصویر سامنے آ جائے کہ جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ڈٹ کر اسلام کا پرچم بلند کیا۔

وہ صحابہ کہ قبول اسلام کے وقت جن کی عمر ۲۰ برس سے کم تھی۔[7]

حضرت انس رضی اللہ عنہ: ۱۰ برس	حضرت جعفر بن ابی طالب: ۱۸ سال
حضرت علی بن ابی طالب: ۸ سال	حضرت معاذ بن جبل: ۱۸ سال
حضرت طلحہ بن عبید اللہ: ۱۱ سال	حضرت زبیر بن عوام: ۱۸ سال
حضرت ارقم بن ابی ارقم: ۱۲ سال	حضرت سعید بن زید: ۱۹ سال
حضرت عبد اللہ بن مسعود: ۱۴ سال	حضرت زید بن ثابت: ۲۰ سے کم
حضرت سعد بن ابی وقاص : ۱۷ سال	حضرت صہیب رومی: ۲۰ سے کم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

وہ صحابہ کہ قبول اسلام کے وقت جن کی عمر ۲۰ اور تیس برس کے درمیان تھی۔

حضرت عامر بن فہیرہ:۲۳ برس	حضرت ابو عبیدہ بن جراح:۲۷ سال
حضرت مصعب بن عمیر:۲۴ سال	حضرت عبد الرحمن بن عوف:۳۰ سال
حضرت مقداد بن اسود:۲۴ سال	حضرت بلال بن رباح:۳۰ سال
حضرت عمر بن خطاب:۲۶ سال	

وہ صحابہ کہ قبول اسلام کے وقت جن کی عمر ۳۰ اور ۴۰ برس کے درمیان تھی۔

حضرت عثمان بن عفان :۳۴ برس	حضرت ابو بکر صدیق: ۳۷ سال
حضرت عمار بن یاسر : ۳۰ سے ۴۰ کے درمیان	

نوجوانی کے خصائص نبوی نقطہ نظر میں

بہترین تعلیم وتربیت بنیادی ضروریات اور اہم خصائص کو دیکھ کر کی جاتی ہے اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوبِ تخاطب کو دیکھیں تو نوجوانوں کے وہ اہم ترین اوصاف یا خصائص ابھر کر سامنے آتے ہیں کہ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مد نظر رکھا اور ان کو سیٹ کرکے اصلاح کا طریقہ کار آگے بڑھایا۔

جسمانی طاقت کا عروج

نوجوان ہمت وطاقت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ان کا حرکت وتغیر پر مضبوط یقین ہوتا ہے گویا ان کے نزدیک ثبات صرف تغیر کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کی جسمانی صلاحیت اور مشقتیں جھیلنے کے لئے مطلوبہ ہمت وطاقت انہیں کسی بھی تبدیلی کے لئے تیار رکھتی ہے۔ ان کے پاس اس قدر قوت ہوتی ہے کہ جو ہر دم انہیں قربانی کے لئے اکساتی ہے۔ لیکن یہ قوت وطاقت اپنی متوازن سطح کو برقرار رکھ پاتی ہے یا نہیں اس کا ملکہ ان کے پاس کم ہوتا ہے چنانچہ اس کا غلط استعمال ظلم وستم کا باعث بن جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کی رہنمائی کرتے ہوئے اس وصف کو کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالا اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ان کی طاقت کو صحیح طور پر لگایا اور جہاں سمجھا کہ یہ سمت غلط ہے وہاں سے ان کی نظر کو ہٹایا۔

جذبات کی فراوانی

نوجوانی کا مرحلہ نفسیاتی سطح پر ایک بڑی تبدیلی کا مرحلہ ہوتا ہے۔ جسم کے ساتھ جوش بھی جوان ہوتا ہے۔ جذبات میں ایک طغیانی ہوتی ہے۔ بسا اوقات یہاں پہنچ کر جذبات اس قدر سرکش ہوتے ہیں کہ وہ عبادت میں بھی غلو پسند ہو جاتا ہے۔ عزلت پسندی، دعوتِ دین میں جارحانہ اسلوب افراط کی ایک حد پر لے جاتے ہیں۔ کبھی حساسیت کی انتہا ہوتی ہے کہ ہر شے کا بے جا احساس اسے تنگ کرتا ہے اور کبھی احساس وجذبے سے ایسا عاری ہوتا ہے کہ ہر شے کو مفادات کے ترازو پر تولتا ہے۔ کبھی انتہا کی معنویت ہوتی ہے کہ مادی دنیا سے دور نظر آتا ہے اور کبھی انتہا کی مادیت ہوتی ہے کہ احساس نام کی کوئی شے نظر نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دیکھیں تو نوجوانوں کے اس نفسیاتی کشمکش کے پہلو کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

اچھے مستقبل کا خواب دیکھنا

نوجوانوں کی ہمت انہیں حال سے اوپر اٹھ کر مستقبل کا سوچنے پر ابھارتی ہے۔ اس کی یہ سوچ اسے قلق اور پریشانی میں رکھتی ہے۔ پھر ایسے خواب بھی وہ دیکھنے لگتا ہے جن کی تعبیر ناممکن ہوتی ہے۔ اور جب ناکام ہوتا ہے تو اس ناکامی کا سبب وہ اپنی سوچ کی بجائے اپنے سے پہلی نسل کی سوچ کو قرار دینے لگتا ہے یوں ایک جنریشن گیپ پیدا ہوتا ہے۔ سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانوں کی اصلاح میں ان کے تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی سطح کا بھی خیال رکھا گیا اور انہیں ایسے کام سونپے گئے جن کا تعلق ان کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کے ساتھ تھا اور وہ مستقبل میں ایک بڑے کام کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے لئے پرعزم تھے۔

معلومات اخذ کرنے کی صلاحیت

معلومات اخذ کرنے کے ذرائع نوجوان کے پاس زیادہ ہوتے ہیں۔ جسمانی، نفسیاتی اور سماجی طور پر متحرک ہونے کی وجہ سے وہ معلومات کا ایک ذخیرہ بنالیتا ہے لیکن دوسری طرف وہ تجربات کی دنیا سے عاری ہوتا ہے اور جب تجرباتی دنیا سے نبرد آزما ہوتا ہے تو اسے کبھی کبھار اجنبیت کا احساس گھیر لیتا ہے۔ اس کے لئے نوجوانوں کو اپنے بڑوں کے تجربات سے مستفید ہونے کی رہنمائی ملتی ہے۔

اصلاح کا نبوی منہج

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کی اصلاح کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا اس کے خدوخال درج ذیل مثالوں سے واضح ہوتے ہیں۔

نسلِ نو کی صلاحیت جاننا

نوجوان جب طاقت اور صلاحیت سے بھرپور ہوتے ہیں تو ان کو جس شے کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان کی طاقت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داری اور پیشہ کی تقسیم ہے۔اس کی ایک مثال حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں اور یہود کے درمیان سفارتکاری کے لئے ترجمہ کی ذمہ داری سونپنا ہے۔زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں سریانی زبان سیکھوں اور میں نے نصف ماہ سے پہلے ہی ان کی زبان سیکھ لی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کے نام خط لکھتے تو میں تحریر کرتا اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام خط لکھتے تو ان کے مکتوب میں آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔“ [8]

ایک مرتبہ ایک صحابی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دیکھا کہ یہ نوجوان ہیں اور علم کی طلب رکھتے ہیں تو انہیں علم حاصل کرنے کے لئے کچھ دیر رکنے کو کہا۔مالک بن حویرث فرماتے ہیں:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ہم سب ہم عمر اور نوجوان ہی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ہمارا بیس دن ورات قیام رہا۔“[9]

شہوت پر قابو رکھنے کی تعلیم وتربیت

نوجوانی شہوت ومستی کا مرحلہ ہوتا ہے۔ آپ نے نوجوانوں کو اس کے مطابقنہ صرف یہ کہ رہنمائی فرمائی اور ایسے ذرائع کی طرف توجہ دلائی جو شہوات پر قابو پانے میں معاون ہوسکتے ہوں بلکہ ایسے متبادل طریقے بھی بتائے جن سے اس جبلت کا حلال استعمال بھی ممکن ہو اور یوں اپنے خاندان اور معاشرے کے لئے خیر کا باعث ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے اور آپ کے پیچھے ایک نوجوان فضل بن عباس سوار تھے اس دوران قبیلہ خثعم کی نوجوان لڑکی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فضل اور وہ لڑکی ایک دوسرے کو دیکھنے لگ گئے آپ علیہ السلام اس بات کو بھانپ گئے اور فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا اور فرمایا کہ میں نے ایک نوجوان لڑکا لڑکی کو دیکھا کہ وہ شیطان سے ورغلے میں آسکتے ہیں۔“ [10]

جوانی کی شدت خواہش میں کبھی ایسا نوجوان بھی آیا کہ جو آپ سے اپنی خواہش کو آزادی سے پورا کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے لیکن آپ اسے بھی کمال حکمت سے خود پر قابو رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ

”ایک نوجوان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر زنا کی اجازت مانگی. لوگوں نے اسے کوسنا شروع کر دیا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قریب بلایا اور پوچھا کہ بیٹا! کیا تم اپنی ماں کیلیے بھی یہ چیز پسند کرتے ہو؟ کہنے لگا: "نہیں اللہ کی قسم! کبھی نہیں." پھر آپ نے بیٹی, بہن, چچی اور خالہ کے متعلق بھی پوچھا. اس کے بعد آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے, اور اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کی “[11]

اسی طرح جو اپنی جوانی کو شہوت سے محفوظ رکھے اس کا اجر اور فضیلت بیان کی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس روز اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا: ان میں سے ایک شخص وہ کہ جسے کوئی خوبرو اور معزز عورت برائی کی دعوت دے اور وہ کہہ دے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔“[12]

حرام سے بچنے کے ساتھ ساتھ حلال کے جائز طریقے بھی فراہم کئے اور ان پر خصوصی ترغیب دلائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے

”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو تو اسے نکاح کرلینا چاہیئے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھ لے کیونکہ ان سے نفسانی خواہشات ٹوٹ جاتی ہیں۔“[13]

نوجوانوں کی رائے پر اعتماد

حکمت وعقل صرف بزرگوں کا ورثہ نہیں اس بات کا ثبوت سیرت رسول سے ملتا ہے۔ آپ کئی مرتبہ نوجوانوں سے نہ صرف رائے طلب کرتے ہیں بلکہ قبول بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ نوجوانی کی ہمت وطاقت کا درست استعمال اسی وقت ممکن ہے جب خود نوجوانوں کی رائے پر اعتماد کیا جائے۔ جبر اور ڈانٹ سے ان کی اصلاح ممکن نہیں۔ جیسا کہ زنا کی اجازت مانگنے والے نوجوان کو آپ نے ڈانٹنے کی بجائے سمجھایا اور اس پر مزید نظر رکھنے یا اس کے بارے مزید متفکر ہونے کا اظہار نہیں کیا گویا آپ نے اپنے رویے سے اس پر بھروسے کا اظہار کیا کہ اس کے لئے پھر اس سے بچنا مشکل نہیں رہا۔

یہی اعتماد کی فضا تھی جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی اقدام میں ریڑھ کی ہڈی تھی۔ آپ نے عرفات میں اپنے ساتھ سوار فضل بن عباس کو غیر محرم لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بس اس کی نظر کو پھیرنے پر اکتفا کیا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ یہ خطا عارضی نوعیت کی ہے اور عنقریب نوجوان کا ایمان، حج کا قصد اور نبوی صحبت اسے اپنی نظر کی پیروی کرنے سے روک دے گی۔ ایک نوجوان مومن کے متعلق آپ کا اس قدر مضبوط یقین تھا کہ آپ نے فرمایا:

”بے شک ایک نوجوان مومن اگر اللہ پر قسم ڈال دیتا ہے تو اللہ اس قسم کو بھی پورا کر دیتا ہے۔“[14]

زید بن ثابت کو زبان کی تعلیم پر مامور کرنا، اسامہ بن زید کو جنگ کا سالار بنانا، عتاب بن اسید کو مکہ کا نگران بنانا جب کہ ان کی عمر صرف ۲۱ برس تھی [15]، علی بن ابی طالب کو فتح خیبر کے لئے چننا جس وقت ان کی عمر ۳۰ برس تھی [16] اور مصعب بن عمیر کو ۳۵ برس کی عمر میں داعی کی ذمہ داری سونپ کر مدینہ کی طرف روانہ کرنا [17]، ارقم کے گھر کو دعوت کا مرکز بنانا [18]، معاذ بن جبل کو ۲۵ سے ۳۰ سال کی معر میں یمن کا قاضی مقرر کرنا [19] یہ سب اس لئے تھا کہ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو سمجھ سکیں اور مستقبل میں عظیم لیڈرز کی صورت میں سامنے آئیں۔ یہ سب نوجوانوں پر اعتماد کی مثالیں ہیں۔

نوجوانوں سے مخاطبت کے اہم سنگ میل

نبوی منہج کو اجمالی طور پر جاننے کے بعد ہم موجودہ تناظر میں نوجوانوں کے مسائل کی تفہیم اور حل میں معاون ان سنگ میل کو ذکر کرتے ہیں جو کہ اس نبوی منہج سے کشید کردہ ہیں۔ ان نشانِ راہ کی مدد سے دین و دنیا کے مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے اپنی سابقہ نسل سے تعلق کو بھی مضبوط کیا جاسکتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبوی منہج کو درج تین نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ نوجوان نسل سے مخاطبت کے نبوی سنگ میل قرار پاسکتے ہیں۔

اعتدال کے ذریعے مانوسیت پیدا کرنا

نوجوان کا کسی شے کی طرف رجحان نوجوانی اور طاقت کے نشے میں جب شدت اختیار کرنے لگے تو اسے اعتدال میں رکھنا پہلا نبوی سنگ میل ہے۔ بہت سی روایات اس بات کی رہنمائی کرتی ہیں کہ آپ نے نوجوانوں میں عبادت کا شوق جب حد سے بڑھتا ہوا دیکھا تو ان کی تہذیب فرمائی اور ان کو اعتدال کی راہ پر گامزن رہنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں میں تین آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھنے آئے۔ جب ان سے بیان کیا تو انھوں نے آپ کی عبادت بہت کم خیال کی ۔ پھر انھوں نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ میں تورات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا رہوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گا اور عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ سن لو! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ حقوق اللہ کی نگہداشت کرنے والا ہوں مگر میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں۔" [20]

عبادت میں مبالغہ کو ناپسند کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے انسان دنیاوی مشاغل سے دور ہو جاتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو سبکدوش کر دیتا ہے۔ اسی طرح آپ علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ بن عمرو کو نوافل میں قرآن کریم کی تلاوت کی مقدار کم کرنے کا کہا، حضرت عبد اللہ ہر مرتبہ فرماتے: یارسول اللہ اتنا پڑھنے کی اجازت فرمادیں یہ میری طاقت میں ہے اور آپ مزید کم کرواتے گئے یہاں تک کہ فرمایا سات دنوں میں قرآن مکمل کیا کرو [21]۔ کیونکہ نوجوانی میں بسا اوقات انسان طاقت و ہمت کو لگانے میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے اور ذمہ داریوں کو سمجھنے میں کوتاہی کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے اعتدال کی یہاں شدید ضرورت ہوتی ہے۔

آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ نوجوان راہبانہ زندگی اختیار کریں یا اپنی ازدواجی زندگی سے دور ہوں ایک موقع پر جب عبادت کے شوق اور ولولہ میں حضرت ابو ہریرہ نے یہ چاہا کہ کسی صورت خصی ہو کر شہوت سے نجات پالی جائے تو آپ نے تین مرتبہ ان سے اعراض فرمایا، پھر فرمایا:

"اے ابو ہریرہ! قلم لکھ کر خشک ہو چکے ہیں، بس آپ خصی ہوں یا نہ ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" [22]

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نکاح کا حکم دیتے اور رہبانیت سے سختی سے روکتے اور آپ فرماتے

"زیادہ جننے والی اور خوب محبت کرنے والیوں سے شادی کرو۔" [23]

عملی زندگی میں شراکت کی حوصلہ افزائی کرنا

سیرت رسول کا نوجوانوں کی تربیت میں یہ مقام ہے کہ آپ کے خطاب کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی نوجوان کی حوصلہ شکنی کا کوئی پہلو اجاگر ہوتا ہو۔ ظاہر ہے نوجوان غلطی کرنے اور جذبات کی رو میں بہنے کے قریب ہوتے ہیں اور اس کا امکان نبوی دور میں بھی ہے لیکن آپ نے ہمیشہ ان کو کم سے کم محنت کا صلہ دینے کی خاطر ان کی حوصلہ افزائی ہی کی ہے۔ سابقہ مثالوں میں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے کہ آپ کس طرح انہیں ان کے خاص میدانوں کی طرف رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں اور یوں ان کے سامنے علم اور معرفت کے نئے میدان کھل جاتے ہیں اور ان کو اپنی صلاحیتوں پر مزید اطمینان ملتا ہے ۔ آپ کی رہنمائی کا ہمیشہ حاصل یہ ہوتا ہے کہ آپ کا مخاطب عمل و اجتہاد سے بھاگنے کی بجائے کمی کوتاہی کے بعد بھی اس کے قریب ہوتا ہی نظر آتا ہے اور یوں وہ اپنی کمی پر قابو پانے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں بطور قاضی بھیجتے وقت حضرت علی نے جب قضا کے امور سے کم واقفیت کا شکوہ پیش کیا تو آپ نے ان کی حوصلہ شکنی نہیں ہونے دی اور نہ ان کے متعلق اپنے گمان کو توڑا بلکہ فرمایا:

"اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو ثبات عطا فرما۔"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

حضرت علی فرماتے ہیں کہ پھر کبھی بھی دو بندوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے مجھے شک نہیں ہوا۔[24]

رسول کریم صلی اللہ وسلم نوجوانوں کو اپنے جسم کی طاقتوں کو بروئے کار لانے کی حوصلہ افزائی کرتے۔ بلکہ ان کے ساتھ خود شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے تیر اندازی کرتے ہوئے چند نوجوان دیکھے تو ان کے ساتھ شریک ہوگئے۔ سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ کیونکہ تمہارے بزرگ دادا بھی تیر انداز تھے اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں۔" راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا بات ہوئی ' تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے ؟" انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہوگئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مقابلہ جاری رکھو' میں تم سب کے ساتھ ہوں۔"[25]

حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے اور ان سے ہار بھی جاتے تا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو، جیت کر فرماتے:

"یہ اس (سابقہ) فتح کے بدلے میں ہے۔" [26]

غزوہ سے واپسی پر نوجوانوں کے گھر میں اپنی بیویوں سے ملنے کے اشتیاق کو بھانپ لیتے اور ان کو خود سے جلدی جلدی گھر جانے کی ہدایت فرماتے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آئے تو آپ فرمانے لگے:

جو اپنے گھر والوں کی طرف جلدی جانے کا شوق رکھتا ہے وہ دیر نہ کرے۔[27]

کبار کا احترام بیدار کرنا

نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کو صحیح مقام پر رکھنا کہ جہاں انہیں بڑوں کے احترام کرنے میں کوئی دقت نہ ہو بہت ضروری ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جابجا نوجوانوں کو بڑوں کے احترام کی طرف ضرور توجہ دلاتے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جو معاشرے میں توازن قائم رکھنے کے لئے بڑا ضروری ہے۔ آپ اپنی تعلیم سے انہیں بتلاتے کہ نوجوانوں کی ہمت بندھانا معاشرے میں ان کا بڑا نام پیدا کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ انہیں بڑے کام کے لئے تیار کرنا مقصود ہے لہذا شہرت کسی کا ہدف نہیں ہونا چاہئے۔ مناصب کی تقسیم قابلیت کی بنا پر ہے اور اگر قابلیت میں کوئی ان سے زیادہ آگے ہے تو محض نوجوانی کی بنا پر ترجیح نہیں ہے بلکہ بڑوں کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔

بڑوں کا احترام پیدا کرنے میں آپ ان کو بتاتے کہ دوران گفتگو بولنے کا زیادہ حق بڑوں کو ہے۔ سہل بن ابی حثمہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن کم سن تھے انہوں نے گفتگو کی ابتدا کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو تم لوگوں میں عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں۔"[28]

مالک بن حویرث کو تعلیم سے فراغت کے بعد گھر جاتے ہوئے جو نصیحت فرمائی اس میں بھی بڑوں کے ادب کا اشارہ ملتا ہے آپ نے فرمایا:

"وہاں جا کر اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔"[29]

اس کا مطلب یہ نہیں کہ نوجوان کا حق ہونے کے باوجود اس پر بڑوں کو فوقیت دی گئی ہو بلکہ اگر کبھی بڑے کا احترام اور چھوٹے کا حق متصادم ہو جاتا تو آپ چھوٹے کا حق سلب نہ ہونے دیتے۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ

"ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس سے آپ نے پیا اس وقت آپ کے دائیں طرف ایک نوعمر تھا جو سب سے چھوٹا تھا، آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں ان بوڑھوں کو دے دوں؟ اس نوعمر نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کے بچے ہوئے کو پینے میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چناچہ آپ نے اس بچے ہوئے کو اسی نوعمر کو دے دیا۔"[30]

آپ کی تربیت کا ہی یہ اثر تھا کہ نوجوان صحابہ میں کبار کے احترام کی کمال مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے مجلس میں ایک سوال کیا حاضرین مجلس جواب دینے میں قاصر رہے تو عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کوئی بات نہیں کر رہے تو میں نے بات کرنا یا کچھ کہنا اچھا خیال نہ کیا۔[31] اسی طرح سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور میں آپ سے احادیث سن یاد کر لیا کرتا تھا۔ مگر ان کو بیان کرنے میں میرے لیے سوائے اس کے کوئی شے مانع نہیں تھی کہ یہاں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں، جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔[32]

خلاصہ تحقیق

اس مقالہ میں نوجوانوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کا اسلوب زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوجوان کسی بھی معاشرے کا اہم کردار ہوتے ہیں چنانچہ جب ہم نبوی معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم کام ان نوجوانوں کی اصلاح تھا۔ نبوی اسلوبِ مخاطبت میں جو نوجوانوں کی اہم ترین خوبیاں زیر غور رہی ہیں ان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

میں جوانی میں طاقت کا عروج پر ہونا، ہمت و جذبات کی فراوانی اور مستقبل کے لئے پر امید ہونا اور معلومات کو اخذ کرنے کی صلاحیت ہونا ہیں۔ انہی کے مطابق نوجوانوں کی اصلاح کا نبوی منہج سمجھا جا سکتا ہے۔ زید بن ثابت کو سریانی زبان سیکھنے کا مشورہ دینا، پاکدامنی کے متعلق صحابہ کی خوبصورت تربیت کرنا اور نوجوانوں کی رائے اور شخصیت پر اعتماد کرنا نبوی منہج کی اہم مثالیں ہیں۔ آج کے نوجوانوں کو نبوی منہج پر تربیت کرنے میں ان کو اعتدال کی روش پر قائم رکھنا، ان کی عملی زندگی میں شراکت کی حوصلہ افزائی کرنا اور انہیں کبار کا احترام سکھانا نہایت ضروری ہے یہ نوجوانوں سے نبوی خطاب کا اسلوب ہے اور اسی میں ان کی اصلاح مضمر ہے۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1] کتاب مقاییس اللغة-شب-المکتبة الشاملة الحدیثة۔ ص177 ۔

[2] کتاب تاج العروس-شبب-المکتبة الشاملة الحدیثة۔ ص92 ۔

[3] ص532-کتاب کشف المشکل من حدیث الصحیحین-کشف المشکل من مسند أبي ھریرة الدوسي-المکتبة الشاملة الحدیثة۔

[4] تعریف ومعنی الغلام في معجم المعاني"، معجم المعاني، اطّلع علیه بتاریخ 11-2-2022. بتصرّف۔

[5] سورۃ الکھف 18:10۔

[6] حدیث نمبر: 3773 سلسلہ احادیث صحیحہ۔

[7] دیکھئے: الذہبی، محمد بن احمد، سیر أعلام النبلاء، تحقیق شعیب الارناؤوط، الرسالة، بیروت، ط9، 1413۔

[8] الترمذی، باب: سریانی زبان سیکھنے کا بیان، حدیث نمبر - 2715۔

[9] البخاری، صحیح البخاری، کتاب اذان کے مسائل کے بیان میں، باب: اگر کئی مسافر ہوں تو نماز کے لیے اذان دیں اور تکبیر بھی کہیں اور عرفات اور مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کریں۔ حدیث نمبر 631۔

[10] صحیح بخاری: کتاب: حج کے مسائل کا بیان تمہید کتاب (باب: حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت کا بیان) 1513۔

[11] سلسلہ احادیث صحیحہ کتاب: فضائل قرآن، دعائیں، اذکار، دم، باب: زنا کی اجازت مانگنے والے کو سمجھانے کا انداز نبوی اور اس کے لیے دعا، حدیث نمبر: 3138

[12] صحیح بخاری: کتاب: اذان کے مسائل کے بیان میں تمہید کتاب (باب: جو شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے اس کا بیان اور مساجد کی فضیلت۔ حدیث نمبر 660)

[13] صحیح بخاری: کتاب: نکاح کے مسائل کا بیان تمہید کتاب (باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص جماع کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے، کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا عمل ہے اور کیا ایسا شخص بھی نکاح کر سکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟) حدیث نمبر 5065

[14] ابن المبارک، الزھد لابن المبارک، المحقق حبیب الرحمن الأعظمي، بیروت، دار الکتب العلمیة 347۔

[15] الحلبیو السیرة الحلبیة و3/59۔

[16] صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب غزوة خیبر، (5/134)، 4210۔

[17] الذھبي، سیر أعلام النبلاء، 3/119۔

[18] صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب أخذ الصدقة من الأغنیاء وترد في الفقراء حیث کانوا، (2/128), 1496۔

[19] ابن حبان، محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، تحقیق شعیب الأرناؤوط، الرسالة، بیروت 1408 ، ذکر البیان بأن بعض النھار قد یکون صیاما، (8/383)، 3618۔

[20] صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب الترغیب في النکاح, (7/2)5063۔

[21] مصنف عبد الرزاق الصنعاني، کتاب فضائل القران، باب إذا سمعت السجدة وأنت تصلي وفي کم یقرأ القران، (3/355)، 5956۔

[22] صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب أخذ الصدقة من الأغنیاء وترد في الفقراء حیث کانوا، (2/128)، 1496۔

[23] سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب النھي عن تزویج من لم یلد من النساء، (2/220)، 2050۔

[24] ابن ماجہ، محمد بن زبید، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسی البابی الحلبی، کتاب الاحکام، باب ذکر القضاة، (2/774)، 2310۔

[25] صحیح البخاري، کتاب الجھاد والسیر, باب التحریض علی الرمي, (4/38)و2899۔

[26] سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب في السبق علی الحل، (3/29)، 2578۔

[27] صحیح البخاري، کتاب الجھاد والسیر, باب من ضرب دابة غیره في الغزو، (4/30)، 2861۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

[28] صحیح البخاري، کتاب الجزیۃ، باب الموادعۃ والمصالحۃ مع المشرکین بالمال وغیرہ، (4/101)، 3173۔

[29] صحیح البخاري، کتاب الأشربۃ، باب: ھل یستاذن الرجل من عن یمسنہ في الشرب لیعطي الأکبر، (7/111)5620۔

[30] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر، (2/659)، 956۔

[31] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب أین یقوم الإمام من المیت للصلاۃ علیہ، (2/664)، 964۔

[32] سنن الترمذي، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء في إجلال الکبیر، (4/372)، 2022۔